نبی آدم از علم یابد کمال + نہ از حشمت وجاہ و مال و منال

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ اسی علم کی بدولت عرب کے غیر مہذب وغیر متمدن و وحشی اقوام کہ جن کا کام سوائے لوٹ مار غارتگری وخوں ریزی کے کچھ بھی نہیں تھا ان میں ایسی ہستیاں پیدا ہوئیں کہ جن کی مثال و نظیر دنیا پیش کرنے سے عاجز وششدر ہے اور وہ نفوس قدسیہ سارے یورپ کے ایک بارگی معلم اول بن کر یورپ والوں کو ادبار سے اقبال کی طرف تنزل سے ترقی کے میدان میں لاکھڑا کیا اور اپنے علمی و عملی جد وجہد سے دنیا کے واحد شہنشاہ ہوگئے۔ اور انہیں لوگوں کو قاضی الحاجات کے دربار سے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی سارٹیفکٹ عطا کی گئی اور یہی لوگ اس آیت کریمہ کے کما حقہ مصداق بنے۔ یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنی اللہ جل جلالہ مومنین او رصاحب علم کے درجوں کو بلند کرتا ہے دوسری جگہ صاحب علم کے علو مرتبت کو نہایت ہی پیارے الفاظ کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ صاحب علم ہیں اور جو لوگ کہ صاحب علم نہیں ان دونوں کا مرتبہ برابر نہیں ہے۔ کیونکہ عقلمند لوگ ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔ اس آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ عقل والوں ہی کو نصیحت پکڑنے والا اقرار دیتا ہے کیونکہ علم و عقل توام ہیں اسی لئے اکثر جگہ خداوند تعالیٰ عقل والوں کا تذکرہ کرتا ہے اور نہایت ہی عزت سے اچھی اچھی باتیں ان کی طرف منسوب کرتا ہے یہ صرف اس لئے کہ علم اور عقل ایک بہت بڑی زینت ہے۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جو ان زینتوں سے مزین ہو کیونکہ تمام زینتیں اس کے آگے ہیچ ہیں کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے + ؎

لیس الجمال باثواب تزیننا + ان الجمال جمال العلم والادب
لیس الیتیم الذی قد مات والدہ + ان الیتیم یتیم العقل والحسب

یعنی خوبصورتی ان کپڑوں سے نہیں ہے جس کو تم زینت کیلئے پہنتے ہو۔ بلاشبہ اصلی خوبصورتی علم و ادب کی خوبصورتی ہے۔ یتیم وہ نہیں ہے کہ جسکا باپ مرجائے بلکہ یتیم دراصل وہ ہے جو عقل و شرافت میں یتیم ہو۔

مگر افسوس کہ آج ہم میں اس زیور کمال سے آراستہ افراد خال خال نظر آتے ہیں اور ہم میں نبینا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا علم کا شوق نہ رہا کہ وہ باوجود نبی ہونے کے بھی علم لدنی سیکھنے کیلئے دریا وصحرا کی خاک چھانی اپنے راہبر اور خدا کی طرف سے مقررشدہ معلم کی تلاش کی اور نہ ہم میں اصحاب صفہ جیسی مشتاق ہستیاں باقی رہیں جیسا کہ وہ اپنے وطن مالوف اور مسکن محبوب سے جدا ہو کر مسجد نبوی کو اپنا ملجا و ماوا محض علم حاصل کرنے کی غرض سے ٹھہرایا تھا ہمارے اس کور باطنی کی وجہ صرف یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پاک تعلیم کو ہمنے پس پشت رکھ چھوڑا ہے حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کسب علم پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ یعنی علم کا سیکھنا تمام مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے دوسری جگہ فرمایا اطلب العلم ولو کان بالصین یعنی علم کو حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام ہمیں پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ

تم علم کو اپنا لائحہ عمل بناؤ اور علم کے سایہ میں پناہ لو مگر ہم ہیں کہ پنبہ بگوش بیٹھے ہیں کچھ اس پکار کی طرف اپنے جذبات و خیالات کو مبذول و متوجہ ہونے نہیں دیتے مگر آج ہمارے اغیار کہ جن کے مذاہب ایسے پرجوش الفاظ میں انہیں علم کی طرف نہیں بلاتے باوجود اس کے بھی وہ ہم سے تعلیم میں آگے ہیں وہ صرف علم کی دنیاوی خوبیاں و ملکی فائدہ کو دیکھکر اس درجہ شائق و فریفتہ ہو رہے ہیں اور ہم حالانکہ اس میں مذہبی اور دنیاوی دونوں بھلائیاں پاتے ہیں اور ہماری نظریں نئے دن علم کی ترقیاں اور اس کے اقتدار کو دیکھتی ہیں مگر ہم نے اس کی تحصیل کو لایعنی شے تصور کر رکھا ہے۔ مسلمانوں نحسرو و تحزن کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں بڑے بڑے علمی مدارس و یونیورسٹیاں موجود تھیں اور بغداد کے عالی شان کتب خانے کہ جنکی نظیر دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے وہ ہم ہی میں تھے اندلس اور اسپین کے کتب خانے علم کے شائقین علماء و فقہاء کبھی ہم ہی میں تھے مگر آج وہ سب کچھ ایک افسانہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ ابو حنیفہؒ و شافعیؒ مالکؒ و احمدؒ بخاریؒ و مسلمؒ جیسے علماء بحر ذخار اور بوعلی سینا و فارابی و ابن رشد جیسے حکما ہم ہی میں تھے مگر اب کیا وجہ ہے اب ہم میں ویسی ہستیاں نظر نہیں آتیں۔ حالانکہ آسمان وہی زمین وہی اور نظام عالم وہی اور ہم بھی وہی مگر افسوس کہ ہم میں وہ اسلامی جوش و ولولہ نہ رہا جو ہمارے اسلاف میں موجود تھا۔ اسی وجہ سے ہندوستان میں مسلمانوں کے مدارس و یونیورسٹیاں خال خال نظر آتی ہیں بخلاف دیگر اقوام کے کہ ہر خطہ خطہ و چپہ چپہ میں ان کے مدارس و یونیورسٹیاں کی بنیادیں قائم نظر آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں روز بروز قعر مذلت میں گرے جا رہے ہیں ایک وہ زمانہ تھا کہ صرف علم کے زور سے ہم سیاست سمجھتے تھے جس کے باعث بادشاہی و سطوت ہمارے گھر کی لونڈی اور جاہ و حشمت ہمارے غلام تہذیب و تمدن ہمارے خادم تھے مسلمانو! اسوقت کی مردم شماری سے پتہ چلتا کہ ہم مسلمانوں خصوصاً ہندوستان میں جہالت بہت زیادہ ہے اگر ایسی ہی حالت کچھ دنوں تک رہ گئی تو خیال رکھو کہ جو وقار اس وقت مسلمانوں کو بھی حاصل ہے وہ باقی نہیں رہیگا کیونکہ دنیا کی قومیں علم کی وجہ سے بام ترقی پر چڑھی جا رہی ہیں اور مسلمان فقدان علم کی وجہ سے پستی کیطرف جا رہے ہیں ؎

یہ سچ ہے کہ حالت ہماری زبوں ہے + عزیزوں کی غفلت وہی جوں کی توں ہے
جہالت وہی قوم کی رہنموں ہے + تعصب کی گردن پہ ملت کا خوں ہے

حوادث زلزلہ

(از مولوی محمد تسلیم خاں صاحب مظفرپوری متعلم رحمانیہ ۔)

اللہ تعالیٰ نے ہم بنی نوع انسان پر جسقدر انعامات و احسانات کیئے ہیں وہ بالکل لامحدود ہیں۔ ان کا شکریہ کما حقہٗ ہم ادا نہیں کر سکتے مگر پھر بھی اپنے خالق و منعم کا جو حق ہے وہ اپنی طاقت کے مطابق پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔